علمِ اسناد کا تعارف اور اُس کی حقیقت!

مولانا محمد اکمل جمال ژوبی
متخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

دینِ اسلام کا امتیاز ہے کہ اس کے تمام شرعی علوم اپنے کہنے والے کے ساتھ سند کے ذریعے قائم اور مربوط ہیں، اسی امتیازی خصوصیت کی بنیاد پر علومِ اسلامیہ کی استنادی حیثیت نہایت مضبوط ہے، اس کے برعکس دوسرے ادیان اور مذاہب کے بنیادی عقائد سے لے کر عام علوم تک کی حیثیت نہ صرف مشکوک بلکہ ناقابلِ اعتماد ہے۔

اسناد کی تعریف

لغت میں اسناد سے مراد ہے: اونچی زمین، پہاڑ یا بلندی پر چڑھنا، نیچے سے اوپر جانا۔(۱) عام اصطلاح میں ''رفع القول إلٰی قائلہٖ ''یعنی قول کی نسبت اپنے کہنے والے کی طرف کرنے کا نام اسناد ہے۔

حدیث کی اصطلاح میں حافظ ابن جماعۃؒ (۷۳۳ھ) اور علامہ طیبیؒ (۷۴۳ھ) نے اس کی تعریف ''ھو رفع الحدیث إلٰی قائلہٖ۔''(۲) اور حافظ ابن حجرؒ (۸۵۲ھ) اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (۹۰۲ھ) نے ''حکایۃ طریق المتن ''(۳) سے کی ہے، جن کا حاصل معنی تقریباً ایک نکلتا ہے، یعنی متن تک پہنچنا، کسی حدیث کی سند بیان کرنا، جبکہ سند سے مراد ہے راویوں کا وہ سلسلہ جو حدیث کے ابتدائی راوی سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تک پہنچتا ہے۔ اس کی مثال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۲۵۶ھ) کی اپنی صحیح میں بیان فرمودہ حدیث ہے:

''حدثنا مسدد، قال: حدثنا یحیٰی، عن شعبۃ، عن قتادۃ، عن أنس رضي اللّٰہ عنہ عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حتّٰی یُحبَّ لِأَخیہِ ما یحبُّ لِنَفْسِہٖ۔''(۴)

مذکورہ مثال میں متن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول: ''لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ '' حدیث ہے۔ طریق متن میں مذکور راوی یعنی مسدد، یحیٰی، شعبۃ، قتادہ، اور انس ہیں۔ اسناد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول: ''حدثنا

ہزاروں راویانِ حدیث کے حالاتِ زندگی، حصولِ علم اور طلبِ علم کی ہمہ معلومات مرتب کردیں، ثقہ اور ضعیف ہونے کے اعتبار سے ان کا فرق بتادیا، ان کے درجات بنا کر سند کی چھان بین آسان کردی، سند کی بنیاد پر حدیث کو پرکھنے اور قبول کرنے کے لیے اصول اور ضوابط مقرر کیے، جو اُصولِ حدیث کے نام سے معروف ہیں۔

علمِ رجال کی تدوین کی وجہ یہ تھی کہ علمِ اسناد اور علمِ رجال کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ علمِ اسناد اس وقت سمجھ میں آ Y ہے جب کہ رجال کی تفصیلات سامنے ہوں، اس لیے کہ حدیث کے خارجی نقد کی بنیاد علمِ روایت پر ہے، علمِ روایت کی اساس سند پر ہے اور سند کی اساس رجال پر ہے، رجال کی بنیاد پر حدیث کی سند کا تعین ہوگا اور سند کی بنیاد پر حدیث کے خارجی نقد پر بات ہوگی، جس کے نتیجے میں حدیث کا درجہ معلوم ہوگا۔ (۲۸)

علمِ رجال میں پھر علمِ جرح وتعدیل جو علمِ رجال کا ایک اہم شعبہ ہے، اس کا علمِ اسناد کے ساتھ نہایت مضبوط تعلق ہے، اس لیے کہ سند کے رجال سے متعلق عموماً دو پہلو زیرِ بحث آتے ہیں:

۱:.....ایک پہلو خود رجال کے بارے میں معلومات، ان کی شخصیت، کردار اور ان کی ذات سے متعلق امور، جیسے: ان کے نام، کنیت، نسبت اور پیدائش ووفات کی تفصیلات، اور ان کے اساتذہ، تلامذہ اور طبقہ ودرجہ کا تعین ہے، یہ علمِ رجال کا عام پہلو ہے۔

۲:.....دوسرا پہلو سند کے کسی راویِ حدیث کے قابلِ قبول یا ناقابلِ قبول ہونے کا فیصلہ، اس کے اصول وقواعد، اور ان اصول وقواعد کی روشنی میں بالآخر کسی راوی کے قابلِ قبول ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ جس فن کی روشنی میں کیا جاتا ہے، اس کو علمِ جرح وتعدیل کہا جاتا ہے۔

اسناد کی روایت اور مسلمانوں کی خصوصیت

احادیثِ رسول (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق محدثین کی احتیاط اور اہتمام کا مذکورہ بالا طرزِ عمل جو اسناد کے مطالبے کی شکل اختیار کرگیا، اس نے مسلمانوں میں احتیاط کا وہ ذوق پیدا کیا جو وقت کے ساتھ ساتھ ان کے علمی مزاج کا حصہ بن گیا، اور یہ اُن کی فطرتِ ثانیہ بن گئی کہ جو علمی بات کسی کے سامنے کہی جائے پوری سند کے ساتھ کہی جائے۔

مسلمانوں کے ہاں نہ صرف علمِ حدیث، بلکہ تمام علوم وفنون میں سند کی روایت رواج پذیر ہوگئی، چنانچہ تمام تفسیری روایات، سیرت ومغازی کا ہر ہر واقعہ، قراءات کا ایک ایک طریق، اور فقہ کا ایک ایک جزئیہ سند کے ساتھ محفوظ ہے۔ اور یہ طرزِ عمل علومِ دینیہ کے ساتھ ہی خاص نہ رہا، بلکہ ادب، شعر، بلاغت، صرف، نحو اور لغت سب کی سندیں محفوظ ہیں۔ سند کی مذکورہ روایت صرف مسلمانوں کی

خصوصیت ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو نوازا ہے، کسی اور قوم کے ہاں اس کا تصور بھی نہیں ۔

خطیب بغدادیؒ (۴۶۳ھ) امام محمد بن حاتمؒ کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو اسناد کے اعزاز سے نوازا ہے، پہلے کی قدیم یا جدید، کسی امت کے ہاں یہ خصوصیت نہیں، ان کے ہاں وہ صحیفے ہیں جن میں انہوں نے اپنی باتیں ملائی ہیں، اور اپنی باتوں کو تورات وانجیل کے کلام سے جدا کرنے کا ان کے پاس کوئی پیمانہ نہیں ۔''(۲۹)

علامہ ابن حزمؒ (۴۵۶ھ) نے بھی ''الفصل في الملل والأهواء والنحل'' میں اس پر تفصیل سے کلام کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

''کسی قابلِ اعتماد راوی کا اپنے ہی جیسے راوی سے بات نقل کرتے ہوئے آپ ﷺ تک پہنچانا، جس میں مذکورہ راوی اپنے استاذ کا نام اور نسب بھی بتائے، دونوں کی ذات، صفات، زمانہ اور مکان بھی متعین ہوں، راویوں کی راست بازی اور سچائی بھی نمایاں ہو، یہ تنہا مسلمانوں کی خصوصیت ہے ۔''(۳۰)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (۷۲۸ھ) ''منهاج السنة'' میں رقم طراز ہیں:

''علمِ اسناد اور علمِ روایت - جس کی حیثیت علمِ درایت کے لیے زینے کی ہے - اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کی خصوصیت بنائی ہے، اس کے برعکس اہلِ کتاب اور اس اُمت کے راہ سے بھٹکے ہوئے بدعتی فرقوں کے ہاں نقل کرنے کے لیے اسناد کا کوئی پیمانہ نہیں ۔''(۳۱)

اسناد صرف اہلِ اسلام اور اہلِ سنت پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے، جس سے وہ صحیح، غلط اور سیدھے ٹیڑھے کا فرق کرتے ہیں ۔ اس سے زیادہ تفصیل اور صراحت کے ساتھ اس کی وضاحت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۸ھ) کی اظہار الحق میں ہے، انہوں نے اس سلسلے میں ایک پوری فصل قائم فرمائی (۳۲) کہ اہلِ کتاب کے ساتھ عہدِ جدید اور عہدِ قدیم کی کتابوں کی کوئی سند نہیں ۔ موصوف توریت سے لے کر اَناجیلِ مشہورہ تک کی ساری کتابوں پر انتہائی تفصیل کے ساتھ (۵۹) صفحات پر مشتمل کلام کرنے کے بعد اس پوری بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

''مذکورہ تفصیل سے اس بات کی وضاحت ہوگئی کہ اہلِ کتاب کے پاس نہ عہدِ قدیم کی کتابوں کی کوئی سند ہے اور نہ عہدِ جدید کی ۔''(۳۳)

سند کے فوائد

ا:.....سند کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ راوی کا نام رسول اللہ ﷺ سے روایت کرنے

والوں کے ساتھ ہمیشہ پیوستہ رہتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آدمی کی نسبت قائم ہو جاتی ہے۔

۲:.....مطابع کی ایجاد سے پہلے سند کا دوسرا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ راوی کو گزشتہ تمام شیوخ کی یافت و دریافت اور تحقیقات کی نشر و اشاعت کا حق حاصل ہو جاتا تھا۔

۳:.....سند کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ سند جعل سازی سے حفاظت کی ضامن ہے۔ سند سے جعل سازی کی قلعی کھل جاتی ہے، اور سند اس بات کا شاہد ہے کہ اس کے تمام راوی قابلِ اعتماد ہیں۔ (۳۴)

حواشی و حوالہ جات

۱:-القاموس المحیط: ۳۷، ولسان العرب: ۱۲۱/۳

۲:-المنہل الروی: ۸۱/۱، الخلاصۃ فی أصول الحدیث للطیبی: ۳۳

۳:-نزہۃ النظر للحافظ ابن حجر: ۳۴، وفتح المغیث للسخاوی: ۱۴/۱

۴:-صحیح بخاری، کتاب الایمان: ۱۲/۱

۵:-توجیہ النظر لطاہر الجزائری: ۲۵، والإسناد من الدین لأبی غدۃ: ۱۴

۶:-جیسے کہتے ہیں: ''هذا الطريق مروي من طريق الثوري: أي من سنده'' المیسر فی علم الرجال، ماجد الغوری: ۱۶۰

۷:-''والوجہ'' جیسا محدثین کا قول: ''هذا الحديث حسن غريب من هذا الوجه'' اسی آخری تعبیر کا استعمال امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''جامع ترمذی'' میں زیادہ کیا ہے۔ المیسر فی علم الرجال، ماجد الغوری: ۱۶۰

۸:-ادب الاملاء والاستملاء: ۷

۹:-مقدمہ صحیح مسلم: ۱۲/۱

۱۰:-معرفۃ علوم الحدیث، حاکم، ص: ۶

۱۱:-مرقاۃ المفاتیح: ۲۱۸/۱، الاسناد من الدین: ۳۰

۱۲:-محاضراتِ حدیث: ۲۱۷، ڈاکٹر محمود احمد غازی

۱۳:-فہرس الفہارس والأثبات للکتانی: ۸۰/۱

۱۴:-مقدمہ صحیح مسلم: ۱۵/۱، وابن عدی: الکامل ۳۹/۱، وابن حبان: المجروحین من المحدثین: ۲۷/۲

۱۵:-مقدمہ صحیح مسلم: ۱۳/۱

۱۶:-شرح علل الترمذی لابن رجب: ۲۵۵/۱

۱۷:-ابن عدی: ۱۵۷/۱

۱۸:-مقدمۃ ابن الصلاح: ۳۸/۱

۱۹:-ابن عدی: الکامل: ۵۱/۱

۲۰:-مصدر سابق: ۵۱/۱

۲۱:-المحدث الفاصل: ۱۲/۱، بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ: ۵۰

۲۲:-حاکم معرفۃ علوم الحدیث: ۶

۲۳:-مقدمہ صحیح مسلم: ۱۵/۱

۲۴:-مقدمہ صحیح مسلم: ۱۳/۱

۲۵:-ابن حبان: المجروحین من المحدثین: ۹/۱

۲۶:-الاجوبۃ الفاضلۃ: ۱۵۰

۲۷:-محاضراتِ حدیث: ۲۲۳

۲۸:-محاضراتِ حدیث: ۱۸۳-۱۸۵

۲۹:-شرف أصحاب الحدیث: ۴۰ خطیب بغدادی، وفتح المغیث للسخاوی: ۳۳۱/۱

۳۰:-الفصل فی الملل والأہواء والنحل لأبی محمد بن حزم: ۸۲/۲-۸۳

۳۱:-مجموعہ فتاوی شیخ الإسلام ابن تیمیۃ: ۹/۱، وأیضاً: منہاج السنۃ النبویۃ لہ: ۳۷/۷

۳۲:-اظہار الحق: ۱۰۹-۱۶۷/۱

۳۳:-اظہار الحق: ۴۲۵-۶۲۵/۱

۳۴:-مقدمۃ فوائد جامعۃ شرح عجالۃ نافعۃ: ۵۵-۵۶، مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتیؒ